فساد کے معنی اور مفہوم اور انسانی اجتماعی زندگی پر اس کے اثرات

فرح ناز ☆

Abstract

Conflict is an action found in our society between people and groups. These conflicts can always be found in our society. When the actions of people or groups step out of their limitations, then, as a result, in the shape of anger and protests, against these actions, clashes take place in the society. There are many reasons for a conflict to start, like struggle for economical; political; religious, linguistical and social rights. It has also been proven by history that conflicts or clashes are due to lust for money; property or for women. These conflicts can affect the society to an extent and cause changes. These changes can either be positive or negative. The certain results of negative changes are destruction; massacre and calamitous conditions. While positive changes might lead to the progressing of society such as French Revolution (1789) or War of Independence (1857) that set the Indian society towards development and progress or Bengal (Culcutta) clashes that cleared the way for Pakistan to establish.

Key words: *Fasad - Conflict - Society - Changes.*

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اسلامی تاریخ، یونیورسٹی آف کراچی۔

اس دنیا میں زن، زر اور زمین فساد کی جڑ ہیں۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ انسان اپنے سفلی جذبات اور رجحانات پر بہت کم قابو پا سکا ہے اور اس کا بیشتر وقت ملائکہ کی اس پیشگوئی کو سچ کر دکھانے میں گذرا ہے کہ وہ زمین پر فساد کرے گا اور خون بہائے گا۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ ج

[ترجمہ: پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ ''میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں'' انہوں نے عرض کیا'' کیا آپ زمین میں ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں جو اس کا نظام بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کرے گا۔] [۱]

انسانی تاریخ کا سب سے پہلا قتل حضرت آدمؑ کے فرزند قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کا کیا تھا، اس واقعہ کا ذکر سورۂ مائدہ آیت نمبر ۲۷، ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ میں تفصیلاً موجود ہے۔ اس قتل کا محرک بھی انسان کا جذبۂ ہوس ملکیت تھا، یعنی عورت کو حاصل کرنے کی خواہش جو روایت کے مطابق اس کے بھائی سے منسوب تھی۔ یہ خون ناحق اتنا سنگین تھا کہ بموجب ارشادِ ربانی [جس نے ایک انسان کا خون بہایا گویا اس نے پوری انسانیت کا قتل کر دیا۔] قرآن مجید کی سورۂ مائدہ آیت نمبر ۳۴ اس کی عملی تفسیر پیش کرتی ہے۔ اس کے تباہ کن مضمرات کو توریت میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

اس نقطۂ نظر سے دیکھیں تو اس دنیا میں ہوس زن، زر اور زمین ہی زیادہ تر موجب فسادات ہیں۔ فساد کا یہ عمل معاشرے میں استحصالی ہوتا ہے کیونکہ فساد اپنے ماحول، روح اور مزاج کے اعتبار سے اور اپنی عملی و نظری تعبیر کے حوالے سے بھی ایک منفی تصور ہے لہٰذا فساد کے معنی اس منفی تصور کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں۔

فساد کے معنی:

لفظ فَسَاداً عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ ف۔س۔د ہے۔ فسد کے معنی خراب ہونا، بگڑنا، سڑنا اور نا قابل استعمال ہونا ہے، یہ صلح کی ضد ہے۔ مثلاً فَسَدَ الرَّجُلُ: آدمی کا بگڑ جانا، حدودِ عقل و حکمت سے تجاوز کر جانا، فَسَدَ الْاَمُوْرُ: معاملات کا بگڑ جانا، افراتفری پیدا ہونا، نظام میں خلل پڑنا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

لَوْ کَانَ فِیْھَا الھۃٌ الا اللہ لفسدتا.

[ترجمہ: اگر ان (زمین و آسمان) میں متعدد خدا ہوتے تو ان کا نظام بگڑ جاتا۔]

الفساد: بگاڑ، خرابی، تعفن، کرپشن، ابتری، گڑ بڑی، قحط و خشک سالی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے کہ:

و ظھر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس.

ضرر رسانی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔اس کے علاوہ ویسعون فی العرض فساداً بداخلاقی اور بداطواری کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔[۲]

فساد، اردو زبان میں بعینہٖ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔اردو میں فساد کے معنی تباہی، خرابی، خلل، بگاڑ، غدر، خلفشار، بلوہ، فتنہ، لڑائی، جھگڑا، ٹنٹا، ہنگامہ، شرارت، مخالفت اور سرکشی کے ہیں۔مثال کے طور پر اُردو کا محاوہ ہے، فساد اٹھانا یا برپا کرنا۔اس کے معنی جھگڑا مچانا، غدر کرنا، بلوہ کرنا، جھگڑا برپا کرنا اور فتنہ کھڑا کرنے کے ہیں۔یہ صلاح کی ضد ہے۔[۳]

انگریزی زبان میں فساد کے لیے لفظ *Conflict* استعمال ہوتا ہے۔اس کے معنی تنازع، آویزش، باہمی مخالفت یا لڑائی جھگڑا، جنگ، کشمکش، متضاد اصولوں یا نظریات کا ٹکراؤ، مثال کے طور پر کسی نفس میں متصادم اور باہم متناقص خواہشات یا احتیاجات کا تصادم واقع ہوتا ہے۔[۴]

فساد کے معنی بیان کرنے کے بعد ہم اس کی کچھ تعریفات کا بھی جائزہ لیتے چلیں جس سے فساد کا مفہوم مزید واضح ہوجاتا ہے۔

مختلف ماہرین عمرانیات (*Socialogist*) وسماجیات نے فساد کی جو تعریفات بیان کی ہیں، اس کے مطابق فساد انسانی تعلقات میں اور گرہوں کے مابین جاری جدوجہد کی ایک شکل ہے۔یہ اس وقت دقوع پذیر ہوتا ہے جب کوئی فرد یا گروہ کسی انعام کے حصول کے لیے جائز طریقے سے مقابلہ کرنے کے بجائے اسے مقابلہ میں شرکت سے روک کر وہ انعام حاصل کرنا چاہے۔[۵]

ہارٹن اینڈ ہنٹ (*Horton and Hunt*) کا کہنا ہے کہ یہ مسابقتی گروہوں کو دبا کر، مزاحمت کر کے یا روک کے انعام کے اوپر اجارہ داری قائم کرنے کی کوشش کا عمل ہے۔[۶]

اے۔ڈبلیو گرین (*A. W. Green*) کے مطابق دوسرے یا دوسروں کے ارادوں کو روکنا، کچلنا یا اس کی راہ میں مزاحمت کرنا تصادم ہے۔[۷]

ینگ اینڈ ینگ (*Young and Young*) کا کہنا ہے کہ تصادم جذباتی اور جارحانہ مخالفت سے جنم لیتا ہے جس کا اصل مقصد کسی دیئے گئے مقصد یا انعام کے اوپر قابو حاصل کرنا ہوتا ہے۔[۸]

درج بالا تعریفات کی رو سے فساد کی پیدائش دراصل اختلافات سے ہوتی ہے۔یہ اختلافات مذہبی بھی ہوسکتے ہیں، مثلاً ہندوستان میں بابری مسجد کے مسئلے پر ہندوؤں نے مسلمانوں پر بڑا ظلم کیا، جس کے نتیجہ میں وہاں فسادات پھوٹ پڑے یا پھر فلسطین میں مسلمانوں اور یہودیوں میں سخت کشیدگی پائی جاتی ہے۔اسرائیلی آئے دن مسلمانوں کی بستیوں کو مسمار کر رہے ہیں اور مسلمان شہید ہورہے ہیں۔اسرائیل کی عرب مسلمانوں سے بربریت کا مظاہرہ مذہبی تصادم کی شکل ہے۔اختلافات سیاسی بھی ہوتے ہیں، دنیا کے ہر ملک میں یہ سیاسی تصادم موجود ہے۔برطانیہ میں دو بڑی سیاسی جماعتیں کنزرویٹو اور لبرل پارٹی میں اختلاف پایا جاتا ہے۔پاکستان میں کئی سیاسی جماعتیں موجود ہیں جن میں سیاسی، نظریاتی بنیادوں پر اختلافات پائے جاتے ہیں۔الیکشن کے دنوں میں یہ سیاسی جماعتیں ایک دوسرے پر الزامات عائد کرتی ہیں، ان الزامات سے کشیدگی پیدا ہوتی ہے، جو فساد کا باعث بنتی ہے۔

اسی طرح ثقافتی اختلاف بھی دنیا کے معاشروں میں پایا جاتا ہے۔پاکستان میں مختلف علاقوں، زبانوں اور صوبوں کے

تعصبات اس فساد کو ہوا دیتے ہیں اور جب ایک گروہ کو حقوق ملتے ہیں اور دوسرے کو نہ ملیں تو اس سے ثقافتی اختلاف پیدا ہوتا ہے۔

دنیا میں مختلف رنگ ونسل کے افراد رہتے ہیں، جن کے درمیان نسل کی بنیاد پر لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں۔ جنوبی افریقہ، امریکہ، یورپ میں سیاہ فام اور سفید فام میں فسادات کی بناء نسل پرستی پر مبنی ہے۔ سفید فام اقوام سیاہ فام کو اپنے سے کمتر سمجھتی ہیں، جیسا کہ جنوبی افریقہ میں برطانیہ نے مقامی افراد کو نسلی امتیاز کا نشانہ بناتے ہوئے اس ملک پر قبضہ کرلیا، اس نسلی امتیاز کے خلاف افریقی رہنما نیلسن منڈیلا نے عوامی طاقت کے ذریعے بھرپور مہم چلا کر برطانوی حکومت سے آزادی حاصل کی۔

اسی طرح آریہ۹ جب ہندوستان میں داخل ہوئے تو انہوں نے بھی اپنے نسلی تفاخر میں مقامی آبادی کو ذات پات کے قوانین بنا کر مستقل شودر (غلام) کا درجہ دے دیا۔۱۰

اختلافات لسانی اور گروہی بھی ہوتے ہیں جو فسادات کا باعث ہوتے ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان لسانی اور گروہی اختلاف کی بنیادوں پر ہونے والے فسادات کی بہترین مثالیں ہیں، جہاں ہر صوبہ اپنی زبان کو برتر سمجھتا ہے اور دوسرے کی زبان کو ہیچ سمجھتا ہے۔ فسادات دولت کی غیر منصفانہ تقسیم سے امیر و غریب کے درمیان بھی ہوسکتے ہیں۔ علاقائی اور صوبائی وملکی تعصّبات بھی فساد کا سبب بنتے ہیں۔ ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ معاشروں میں بعض گروہ ہمیشہ طاقت کے توازن سے غیر مطمئن ہوتے ہیں، لہٰذا وہ اس کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں، اس حوالے سے ہم قدیم سندھ کی مثال دیکھ سکتے ہیں، جب سندھ کے حکمران ساہسی راءدوئم کا وزیر چچ بن سلائج دھوکہ سے راجہ کی بیوہ سوہنن دیوی کا شوہر بن کے تخت پر قابض ہوگیا اور راجہ بن جانے کے بعد مقامی بدھ آبادی پر ظلم وستم کا سبب بنا جس پر مقامی بدھ آبادی نے سندھ پر حملہ آور مسلمانوں کا بھرپور ساتھ دے کران کی مدد کی، اس طرح مسلمان عربوں نے بدھ آبادی کی مدد سے راجہ داہر کی حکومت کا خاتمہ کر کے سندھ میں امن وامان قائم کیا۔۱۱

اسی طرح بدھ مت کی اصلاحی تحریک تھی جب برہمنیت سماج میں عوام کی زندگی مصائب وآلام کا شکار بن کر رہ گئی تو یہ بدھ مت ہی تھا جس نے معاشرے کے کچلے ہوئے مجبور ولاچار عوام کو سکون فراہم کیا۔۱۲

لہٰذا جتنے عرصے تک آبادی کا ایک گروہ غیر مطمئن رہے گا سماجی تبدیلی اسی قدر ناگزیر ہوجائے گی، جن لوگوں کے پاس کوئی طاقت نہیں وہ زیادہ طاقت چاہتے ہیں جیسا کہ برطانوی ہند میں مسلمان ہر اعتبار سے کمزور ہوچکے تھے اور اپنے آپ کو زندگی کے ہر شعبے میں طاقتور بنانا چاہتے تھے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ معاشی مفادات بھی معاشروں میں اختلافات کو جنم دیتے ہیں جو فسادات کا سبب بن جاتے ہیں۔ ۹۵۴ ق م کے ایتھنز میں غریبوں اور امیروں کے مابین دولت کے اعتبار سے جو بُعد پیدا ہوگیا تھا وہ اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ کر فسادات کی شکل اختیار کر گیا اور تمام ایتھنز میں فسادات کا طوفان امڈ پڑا۔۱۳

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ فساد دراصل اقدار کے نفاذ کی جدوجہد یا کسی سماجی مرتبے، طاقت کے حصول یا کم وسائل زندگی کے حوالے سے کی جانے والی جدوجہد ہے، جس میں متصادم گروہوں کے درمیان نہ صرف مطلوبہ اقدار حاصل کرنے کی خواہش ہوتی ہے بلکہ وہ دوسروں کے اقدار کو ختم یا بے اثر کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا فساد افراد اور گروہوں کے درمیان ہوتا ہے۔

افراد یا انسانی گروہوں کے درمیان ہونے والا فساد انسانی تمدن کی بنیاد کو ہلا کر رکھ دیتا ہے، کیونکہ انسانی تمدن کی بنیاد جس قانون پر قائم ہے، اس کی سب سے اولین دفعہ انسانی جان اور اس کے خون کا احترام ہے۔ انسان کے تمدنی حقوق کا احترام ہے، انسان کے تمدنی حقوق میں مقدم حق زندہ رہنے دینے کا حق ہے اور اس کے فرائض میں اولین فرض زندہ رہنے دینے کا حق ہے۔ دنیا کے تمام مہذب قوانین اور شریعتوں میں انسانی جان کا احترام، اول اخلاقی اصول قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

یا ایھا الناس اتقو ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ. (سورۃ النساء، آیت:۱)

[ترجمہ: تمام انسان نفس واحدہ سے پیدا ہوئے ہیں لہٰذا برابر ہیں۔]

اب جس قانون اور مذہب میں اسے تسلیم نہ کیا گیا ہو وہ نہ تو مہذب انسانوں کا مذہب اور قانون بن سکتا ہے نہ اس کے ماتحت رہ کر کوئی انسانی گروہ پُر امن زندگی گزار سکتا ہے اور نہ یہ اسے کوئی فروغ حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ انسانی عقل کی سمجھ سے بعید ہے کہ جہاں انسانی جان کی کوئی قدر و قیمت اور احترام نہ ہو، اس کا کوئی بندوبست نہ ہو تو چار آدمی مل کر کیسے گزارہ کر سکتے ہیں، ان میں باہمی کاروبار کیسے ہو سکتا ہے، ان میں امن و امان اور وہ بے خوفی، وہ جمعیت خاطر کیونکر حاصل ہو سکتی ہے جس کی انسان کو تجارت، صنعت اور زراعت کرنے، دولت کمانے، گھر بنانے، سیر و سفر کرنے اور متمدن زندگی بسر کرنے کے لیے ضرورت ہے۔ ۱۴

ضروریات سے قطع نظر خالص انسانی نکتۂ نظر سے دیکھا جائے تب بھی کسی ذاتی فائدے کی خاطر یا کسی ذاتی عداوت کی خاطر اپنے جیسے انسان کو قتل کرنا بدترین قساوت اور انتہائی سنگدلی ہے جس کا ارتکاب کر کے انسان میں کوئی اخلاقی بلندی کا پیدا کرنا تو درکنار اس کا درجہ انسانیت پر قائم رہنا بھی محال ہے۔

درحقیقت معاشرے کے کچھ طاقت ور طبقے امن و اتحاد کے جذبات کو اپنے لیے خطرہ سمجھتے ہیں انہیں یہ پریشانی ہوتی ہے کہ اگر مختلف گروہوں نے محبت، امن اور رواداری کو اپنا لیا تو ان کی طاقت اور اقتدار کو نقصان پہنچے گا اس لیے وہ جان بوجھ کر ایسے منصوبے بناتے ہیں کہ لوگ آپس میں لڑیں۔ یہ لڑائی جھگڑے بڑے فساد کی شکل اختیار کر لیتے ہیں پھر یہی فسادات دو گروہوں کے درمیان منفی جذبات پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں، جو جد و جہد، حوصلہ کو پست اور جماعت کی یک جہتی، ہم آہنگی اور رفاقت کو کمزور کر دیتے ہیں۔ ۱۵

فسادات کے معاشرے پر مختلف طریقوں سے اثرات مرتب ہوتے ہیں، یہ فسادات سماجی بدنظمی، جھگڑے اختلال اور تذبذب کا سبب بنتے ہیں، جیسا کہ جنگ فساد کی شکل ہے، جو انفرادی اور اجتماعی اعتبار سے انسانی زندگیوں اور املاک کو اس طرح تباہ کر دیتی ہیں، کہ اس کا شمار نہیں کیا جا سکتا، اس کے نتیجہ میں ان گنت انسانوں کو مصیبت اور دکھوں سے گذرنا پڑتا ہے، مثلاً موجودہ جنگوں کا طریقۂ کار ہزاروں لوگوں اور املاک کو چند لمحوں میں تباہ برباد کر سکتا ہے اور کیا بھی ہے۔ ۱۷

جاپان کے شہروں 'ہیروشیما' اور 'ناگاساکی' کی جنگیں بربریت کی بدترین مثالیں ہیں جہاں جنگ عظیم دوئم (۱۹۳۹ء-۱۹۴۵ء) میں ایٹم بم گرا کر جاپان کو جنگ سے باز رکھنے کی کوششوں کے نتیجہ میں لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور آج تک یہ دونوں شہر ایٹمی تابکاری کے اثر سے باہر نہیں نکل سکے۔ اسی طرح دوسری عالمی جنگ میں کروڑوں انسانوں کو موت کے

گھاٹ اُتار دیا گیا اور اسی جنگ کی وجہ سے یورپ افرادی قوت کی کمی کا شکار ہو گیا، غرضیکہ یہ تمام طریقے انسانیت کے لیے تشویش کا باعث ہیں۔ محاذ جنگ پر جانے والے سپاہی نفسیاتی مسائل سے دوچار ہو جاتے ہیں، ویتنام، عراق، افغانستان کے محاذ پر جانے والے امریکی و دیگر یورپی فوجی سپاہی اس کی بہترین مثالیں ہیں، جو آج بھی محاذ پر اور محاذ جنگ سے واپس آنے کے بعد بھی بدترین نفسیاتی مسائل کا شکار ہو چکے ہیں۔ ان جنگوں کے اثرات کے نتیجہ میں انسانی نسل کا بھی خاتمہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، مثلاً، سرب افواج کا بوسینائی قوم کی نسل کشی کرنا، افغانستان پر امریکی حملوں کے نتیجہ میں افغانستان کا بیشتر حصہ کھنڈر بن چکا ہے، اس کی تعمیر نو پر اب گئی ارب ڈالر صرف ہوں گے۔ آبادی کا بڑا حصہ معذور اور اپاہج ہو چکا ہے، جبکہ ہر ملک کو ترقی کرنے کے لیے مضبوط و مکمل نوجوان نسل کی ضرورت ہوتی ہے۔ تعلیمی ادارے تباہ ہو چکے ہیں، تہذیب و تمدن کی ترقی رک چکی ہے۔

اس کے علاوہ فسادات کے بے شمار نفسیاتی فوائد بھی ہوتے ہیں، یہ انسانی ذہن کے سکون کو تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ اسے حیوان بنا دیتے ہیں، جن کے سامنے انسانی اقدار کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہتی۔ اپنے مفادات کے لیے معاشرے کے مختلف گروہ جب فسادات کا باعث بنتے ہیں تو بڑی بے دردی کے ساتھ انسانی خون کی ہولی کھیلنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ کراچی میں بوری میں ملنے والی لاشیں ہوں یا ۱۹۴۷ء میں تقسیم پاک و ہند کے وقت کٹی پٹی لاشوں سے بھری ٹرینیں اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں، دنیا بھر میں ہونے والے فسادات معاشرے میں ذہنی پراگندگی کا باعث بنتے ہیں۔ جرائم کی شرح بڑھ جاتی ہے، لندن میں پولیس کا کالے آدمی کو زدوکوب کرنا، اس شہر میں فسادات کا سبب بن گیا اور اس کی وجہ سے تاریخی لوٹ مار کے لپیٹے میں گھر گیا۔

اسی طرح محترمہ بے نظیر بھٹو کے قتل کی وجہ سے پورے ملک میں بڑے پیمانے پر توڑ پھوڑ اور قتل و غارت گری کے واقعات رونما ہوئے، پورے ملک میں بدترین لوٹ مار کی گئی اور ہزاروں لاکھوں کی املاک کا نقصان ہوا۔

اصل بات یہ ہے کہ فسادات سے محبت کرنے والے انسان، اخلاقی قدروں کی کم ہی قدر یا عزت کرتے ہیں، لہٰذا ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ معاشرے میں جب بھی مزدور اور انتظامیہ کے درمیان فسادات ہوئے اس کے نتیجہ میں مادی نقصانات ہوتے ہیں، مزدوروں کی ہڑتال کی وجہ سے پیداوار کم ہوتی ہے اور آدمی اور مشین بیکار ہو جاتے ہیں۔ [۱۷]

پھر ہم یہ بھی دیکھتے آئے ہیں کہ اس دنیا میں ہمیشہ یہ ہوتا آیا ہے کہ مفاد پرست عناصر اپنے مذموم مقاصد کی برآری کے لیے ہر جائز و ناجائز طریقہ استعمال کرتے ہیں اور ایسے فسادات کا سبب بن جاتے ہیں، جن کے اثرات رہتی دنیا تک باقی رہنے والے ہوتے ہیں۔ ''شہادت عثمانؓ'' ایک پردرد افسوسناک سانحہ ہی نہیں بلکہ تاریخ اسلام کا ایک اہم موڑ بھی ثابت ہوا۔ مفسدین نے اپنے سیاسی مقاصد اور اغراض کی خاطر حضرت عثمانؓ (تیسرے خلیفہ راشد، ۲۴ھ تا ۳۵ھ) کو شہید کر کے فتنہ و فساد کا جو دروازہ کھولا ساڑھے چودہ سو سال گذرے جانے کے بعد بھی بند نہیں ہوا۔ مسلمانوں کا باہمی اتحاد پارہ پارہ ہو گیا، پراگندگی، انتشار اور فرقہ بندی کا دور دورہ ہوا، ان میں اعتقادی، سیاسی اور فقہی مسائل میں جو اختلافات ہوئے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مختلف فرقوں میں بٹ گئے، اختلافات کی خلیج مزید گہری ہو گئی جو اب تک پاٹی نہ جا سکی۔ [۱۸]

تاریخ کا مطالعہ کرنے سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سماجی و معاشرتی حقوق میں عدم توازن جب فسادات کا موجب

بنتے ہیں تو اس کے اثرات معاشرے کی اجتماعیت بلکہ ملک وقوم کے زوال میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔عربوں کی فتوحات نے انہیں بہت سی مفتوحہ اقوام کا فاتح بنا دیا، مسلم فاتحین کو نتیجہ میں ایک کثیر النوع تہذیب وثقافت سے سابقہ پڑا، مصر، ایشیائے کوچک، ایران، اور وسط ایشیا کا رابطہ جب اسلام سے قائم ہوا تو ان ممالک میں داخلے کے پہلے دن سے اسلام کو افکار کے ایسے مجموعے سے واسطہ پڑا جسے اسے مسترد، برداشت یا جزب کرنا پڑا۔اس کے علاوہ ان ممالک کے مختلف طبقوں کے ساتھ قائم ہونے والے تعلقات کے نتیجہ میں ایک نیا طبقہ ''موالی''۱۹ پیدا ہوا، جس نے اپنے سماجی واقتصادی مفادات وحقوق کے حصول کے لیے پورے اموی۲۰ دور میں فسادات کیئے۔جس سے مملکت اسلامی میں نہ ختم ہونے والے فسادات کے ایک طویل دور کا آغاز ہوا۔ان فسادات نے آگے چل کر اموی حکومت کی تباہی اور زوال میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان میں مسلم حکومت کو اپنے قیام سے ہی معاشرے کے مختلف طبقات کی طرف سے بغاوتوں کا سامنا کرنا پڑا، جنہوں نے آخر کار آخری مسلم حکومت (مغل) کو زوال سے دوچار کیا۔۲۱

جدید تاریخ میں ہونے والے فسادات مختلف طریقوں سے معاشرے پر اثر انداز ہوئے ہیں، جیسا کہ ''فتنۂ تاتار'' عالم اسلام کے لیے ایک بلاءِ عظیم تھا۔اس نے دنیائے اسلام کی چولیں ہلا دیں۔تاتاریوں کے وحشیانہ حملے ان حملوں میں سب سے بڑے حملے تھے، جن کی ابتداء مشرق سے ہوئی۔تاتاری فوجی دستے جہاں بھی گئے وہاں اُنہوں نے فساد وخون کا بازار گرم کر دیا، ان حملوں سے عالم اسلام کو شدید دھچکہ لگا تھا۔مسلمانوں کے قوائے فکریہ میں اضمحلال وافسردگی اور طبیعتوں میں یاس انگیزی اور جمود پیدا ہو گیا، اس فساد وخونریزی کے نتیجہ میں علوم دینیہ، ادب، شاعری، تصنیف وتالیف اور اخلاق ومعاشرت سب پر اثر پڑا تھا۔علمی و ادبی سرمایہ میں اضافہ، جدت واصلاح اور تعمیر وترقی رک گئی۔مسلمان کئی سو سال پیچھے چلے گئے، ان حملوں نے مسلمانوں کو علم وادب، سائنس وتحقیق میں اقوام مغرب سے بہت پیچھے کر دیا اور یہ اثرات آج تک امت مسلمہ کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہیں۔۲۲

یہ اخذ کرنا کہ فساد کے صرف منفی پہلو ہی ہوتے ہیں اور فساد ہمیشہ نقصان رساں ہوتا ہے، غلط ہے، ماہرین سماجیات جیسے *Ratzenhofer* اور گمپلوز (*Gumplowicz*) کے مطابق جب معاشرہ اپنے مسائل پر غالب آجاتا ہے تو فسادات کی وجہ سے اس کی نہ ختم ہونے والی جدوجہد اور اندراج کنندہ ترقی کی رفتار پے در پے بڑھ جاتی ہے۔۲۳ جب فرانسیسی اپنے ملکی حالات سے تنگ آگئے تو انہوں نے حکومت کے وقت کے خلاف فسادات کا لامتناہی سلسلہ کا آغاز کیا اس کے نتیجہ میں انقلاب فرانس (۱۷۸۹ء) کا عظیم واقعہ پیش آیا جس سے اس ملک کے حالات میں مثبت رجحانات کو فروغ حاصل ہوا اور یہ انقلاب یورپ کے لیے باعث تقلید ہوا۔

نظریاتی اختلافات کی وجہ سے ہونے والے فسادات کے منفی ومثبت دونوں طرح کے دوررس اثرات مرتب ہوتے ہیں، مثلاً ہندوستان میں تغلق خاندان کے بادشاہ، محمد تغلق (۱۳۲۵ء تا ۱۳۵۱ء) کا دورِ حکومت فتنہ وفساد سے پر تھا، کیونکہ سلطان محمد تغلق کے نیم پختہ منصوبوں سے نہ صرف عوام الناس کو تکلیف پہنچی بلکہ ملک کے طول وعرض میں عام بدنظمی پھیل گئی، کئی صوبے دہلی کے اقتدار سے نکل کر خود مختار ہو گئے۔ملک کے سیاسی حالات پر اس کی پالیسی نے گہرے اثرات مرتب کیے ساتھ ہی صوفیہ ومشائخ سے بھی نظریاتی تصادم کا آغاز ہوا، اس تصادم نے جہاں صوفیہ ومشائخ کے مقام کو نقصان پہنچایا وہیں مثبت اثرات بھی مرتب ہوئے۔

مذہب وروحانیت کی ترقی وترویج دہلی سے ختم ہو کر ملک کے دوسرے حصوں، مثلاً کشمیر، آسام، دکن، بنگال، مغربی پنجاب اور سندھ میں اسے استحکام حاصل ہوا۲۴ اور یہ علاقے آگے چل کر تقسیمِ ہند کے وقت اپنی مسلم اکثریتی علاقوں کی حیثیت سے پاکستان میں شامل کر دیئے گئے۔

اسی طرح اندرونی طور پر اگر کبھی کبھار فسادات کے اظہار کا موقع نہ ملے اور اس کو کچل دیا جائے تو موقع ملتے ہی شورش پسند جمع ہو کر پھٹ پڑتے ہیں۔ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان میں اپنے دورِ اقتدار میں عوامی حقوق، امنگوں اور خواہشات کے برخلاف بزور قوانین کا نفاذ کیا جس نے یہاں کے عوام میں شدید غم وغصہ کے جذبات پیدا کر دیئے، لہٰذا جیسے ہی ہندوستانیوں کو موقع ملا، انہوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف بغاوت کی جس کی وجہ سے ہندوستانیوں کو ایک طویل عرصے تک اپنی آزادی سے ہاتھ دھونے پڑے۔۲۵

اندرونی تصادم کے علاوہ بیرونی تصادم جماعت اور گروہوں کے درمیان اتحاد و یگانت پیدا کرتے ہیں، مثلاً انڈیا پاکستان کے درمیان ہونے والی ۱۹۶۵ء کی جنگ نے تمام سیاسی جماعتوں کو اپنے اختلافات بھلا کر متحد کر دیا اور انہوں نے اس چیلنج کا سامنا کرنے میں حکومت پاکستان کا ساتھ دیا۔

آمرانہ حکومتوں اور ان کی کرپشن کے خلاف ہونے والے فسادات کبھی بہت ہی اچھے نتائج بھی سامنے لاتے ہیں۔ مشرق وسطیٰ (*Middle East*) کی مثال ہمارے سامنے ہیں۔تونس میں حکومتی کرپشن اور غربت کے ہاتھوں مرنے والے ایک شخص کی موت نے پورے ملک کو فسادات کی لپیٹ میں لے لیا ان فسادات نے اس ملک کی کایا پلٹ دی اور آج تونس آمرانہ حکومت سے نجات حاصل کر چکا ہے۔ نہ صرف تونس بلکہ یمن، شام، مصر اور لیبیا یہ سب ممالک تبدیلی کی لپیٹ میں ہیں اور آمرانہ حکومتیں سیاست کے میدان سے اپنی بساط لپیٹ چکی ہیں یا لپیٹ رہی ہیں اور ان ممالک میں جمہوری عمل کا آغاز ہونے والا ہے۔

ٹائن بی تشکیل تہذیب کے حوالے سے دعوت مقابلہ اور جواب (*Challenges and Response*) کی بات کرتا ہے، اس کے مطابق معاشرے میں ردِّعمل کا آغاز تفریق وامتیاز سے ہوتا ہے اور علیحدگی اس کی آخری منزل ہے۔۲۶

کارل مارکس نے بھی اسی فکر کا اظہار کیا ہے، عام طور پر یہ سوچ عام ہے کہ فسادات کسی بھی گروہ کے درمیان ہوں، ان کے مسائل معاشی، معاشرتی، لسانی، مذہبی اور سیاسی ہوں نتیجہ ہمیشہ تباہی ہی ہوتا ہے، غلط ہے۔فسادات ہمیشہ تباہی کی طرف نہیں لے جاتے بلکہ بہتری کی طرف بھی لے جاتے ہیں، معاشرے کی ترقی کبھی ہموار نہیں ہوتی بلکہ عمل اور ردِّعمل کی شکل میں ہوتی ہے، کیونکہ معاشرے میں ٹکراؤ کسی نہ کسی شکل میں ہمیشہ موجود ہوتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس ٹکراؤ اور ردِّعمل کے نتیجہ میں ایک نئی اور بہتر شکل سامنے آتی ہے اور معاشرہ مزید آگے کی طرف بڑھتا ہے۔ یہ دونوں برے اور نئے معاشرے مل کر آگے بڑھتے ہیں۔ فسادات بھی اس کی شکل ہیں۔ چھوٹے پیمانے پر ہونے والے فسادات پر غلبہ حاصل کیا جا سکتا ہے، لیکن جب یہ فساد بڑھ جائیں تو معاشرے میں انتشار برپا ہوتا ہے، اس کے نتیجہ میں معاشرہ میں ٹوٹ پھوٹ (*Break Down*) کا عمل شروع ہوتا ہے اور ایک نیا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔۲۷

قیام پاکستان بھی دراصل ایسی ہی معاشی، سیاسی، مذہبی، لسانی، سماجی ٹوٹ پھوٹ اور فسادات کا نتیجہ ہے، خاص طور سے ۱۹۴۶ء میں بنگال کے شہر کلکتہ میں ہونے والے فسادات نے کلیدی کردار ادا کیا اور تقسیم ہند کی راہ ہموار ہوتی گئی، اس کے نتیجہ میں مسلمانان ہند نے اپنے معاشی وسیاسی حقوق کے حصول کے لیے ایک طویل جدوجہد کے بعد ایک نئی ریاست پاکستان کی شکل میں حاصل کرلی۔ [۲۸]

خلاصۂ بحث:

فساد انسانی معاشرے میں افراد یا گروہوں کے درمیان پایا جانے والا عمل ہے جو معاشرے میں ہمیشہ موجود ہوتا ہے۔ افراد یا گروہوں کے اعمال جب عدل وانصاف کے خلاف حدِ اعتدال سے تجاوز کر جاتے ہیں تو اس کے خلاف احتجاج اور غم وغصہ کے اظہار کے طور پر فساد کا آغاز ہوتا ہے فساد کے بے شمار اسباب ہیں، جن میں معاشی، سیاسی، مذہبی، لسانی اور معاشرتی حقوق کی حق تلفی کے لیے کی جانے والی جدوجہد فساد کا سبب بنتی ہیں۔ فساد زیادہ تر زن، زر اور زمین کے حصول کے لیے ہوتے ہیں، یہ تاریخ سے بھی ثابت ہے اور انسانی معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کر کے معاشرے میں تبدیلیوں کا باعث بنتے ہیں۔ یہ تبدیلیاں منفی اور مثبت دونوں پہلوؤں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ منفی پہلو پر مشتمل فساد کا لازمی نتیجہ تباہی بربادی اور خونریزی ہوتا ہے، جبکہ مثبت پہلو یہ ہے کہ معاشرہ تبدیلی کے عمل سے دوچار ہوکر ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے، جیسا کہ انقلاب فرانس (۱۷۸۹ء) یا ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی، جس نے ہندوستانی معاشرے کو حالت جمود سے نکال کر ترقی کے راستے پر گامزن کر دیا، یا پھر ۱۹۴۶ء میں ہونے والے بنگال (کلکتہ) کے فسادات جنہوں نے قیام پاکستان کے لیے فضا ہموار کی۔

❖ ❖ ❖

حواشی:

۱۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن "سورۃ البقرۃ: ۳۰"، ص ۶۱-۶۲، ادارۂ ترجمان القرآن، لاہور، طبع ۳۰، جلد اول، ۲۰۰۰ء۔

۲۔ مولانا وحید الزماں، القاموس الوحید، ص ۱۲۳۰-۱۲۳۱، ادارۂ اسلامیات، کراچی، ۲۰۰۱ء۔

۳۔ دہلوی، مولوی سید احمد، فرہنگ آصفیہ، ص ۳۴۰، مرکزی اردو بورڈ گلبرگ، لاہور، طبع سوم، ۱۹۷۷ء۔

۴۔ حقی، شان الحق، اوکسفرڈ انگلش اردو ڈکشنری، ص ۳۰۵، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، کراچی، ۱۹۹۵ء۔

۵۔ Rao. C N. Shanker, *Socialogy "Principles of Socialogy with an Introduction to SocialThought"*, S Chand & Company ltd., New Delhi, 2008, p.256.

۶۔ ایضاً۔

۷۔ ایضاً۔

۸۔ ایضاً۔

۹۔ لفظ آریہ کا اطلاق اُن اقوام پر ہوتا ہے جن کی جلدیں سفید اور بال سیاہ تھے، یہ اقوام ایک ہی زبان بولتی تھیں۔ آریہ اقوام

تقریباً پندرہ سو سال قبل مسیح میں کابل کے درّوں سے ہندوستان آئیں۔ آریہ اقوام بتدریج دریائے سندھ سے گنگا تک آئیں۔ اوراس کے بعد برہمہ پتر تک پھیل گئیں، راستے میں انہوں نے سیاہ فام اور سیدھے بال والی اقوام کو، جواُن سے پہلے وہاں مقیم تھے، زیر کیا اور بتدریج اس خطے میں بس گئیں۔

۱۰ ڈاکٹر گستاؤلی بان، تمدنِ ہند، ص۲۳۹، مترجم سید علی بلگرامی، ملک مقبول اکیڈمی، لاہور۱۹۶۲ء۔

۱۱ خان بلوچ، نبی بخش، فتح نامہ سندھ عرف چچ نامہ، ص۲۷-۲۸، سندھی ادبی بورڈ، مترجم اختر رضوی، حیدرآباد، سندھ، ۲۰۰۸ء۔

۱۲ گستاؤلی بان، ص۲۹۴، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶۔

۱۳ ول ڈیورنٹ، وارئیل ڈیورنٹ، تاریخ کا سبق، ص۶۶، یونائیٹڈ بک کارپوریشن، مترجم محمد بن علی وہاب، کراچی، ۱۹۹۶ء۔

۱۴ مودودی، ابوالاعلیٰ، الجهاد فی الاسلام، ص۲۳، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۷۴ء۔

۱۵ Rao. C. N. Shanker, p. 258.

۱۶ ایضاً، ص 258

۱۷ ایضاً، ص 259

۱۸ اکبرآبادی، مولانا سعید احمد، حضرت عثمان ذوالنورین، ندوۃ المصنفین، دہلی، ۱۹۸۲ء۔

۱۹ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے، Wellhausen, J, *The Arab Kingdom and its Fall, Chapter : V Umar II and the Mawali"* Tlanslated, Margaret Graham Weir, M A, University of Calcutta, 1927.

۲۰ عہد خلافت راشدہ کے بعد عالم اسلام پر خاندانِ بنی امیہ کی حکومت قائم ہوئی اس کے بانی حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان تھے، یہ خاندان عرب کی شاخ قریش سے تعلق رکھتا تھا، اس خاندان نے عرب، ایران، عراق، مصر اور شام سے لے کر اسپین تک ایک عظیم الشان حکومت قائم کی۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے، عزالدین ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع چہارم، جلد۴-۵، ۱۹۹۵ء۔

۲۱ Sarkar, Jadunath Sir, *Fall of the Mughal Empire*, M. C. Sarkar & Sons ltd., Calcutta, Vol. I, II, III, IV, 1950.

علاوہ ازیں دیکھئے، Qureshi, I H, *The Muslim Community of the Indo-Pakistan Sub-continen (610-1947)*, M A. Areflimited, Karachi, ed. II. 1977.

۲۲ ندوی، مولانا سید ابوالحسن علی، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر، ص۱۷۵-۱۷۹، مجلس

نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۹۲ء۔

۲۳۔ Rao. C. N. Shanker, p. 259.

۲۴۔ اکرام، شیخ محمد، آب کوثر، ص۳۹۴، ۴۰۲، ۴۰۲، ۴۰۴، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۹۶ء۔

۲۵۔ Khan, Sir Syed Ahmed, *Cause of the Indian Revolt; "Three Essays"*, Sang-e-Meel Publications, Compiled & edited, Salim al-Din Qurashi, Lahore, 1997.

۲۶۔ ٹائن بی، آرنلڈ جے، مطالعہ تاریخ، ص۱۴۳، مجلس ترقی ادب، مترجم، غلام رسول مہر، لاہور، طبع دوم، جلد اول، ۱۹۶۴ء۔

۲۷۔ Harper Collins, *Socialogy,* England, ed. 4th, 1996, p. 545.

۲۸۔ Lambert, Richard D., *Hindu-Mislim Riots,* Oxford University Press, Karachi, 2013, p.171 - 183.

المعارف کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے

عباسی عہد کے اہم مورخ ابی محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری (م ۲۷۶ھ/ ۸۸۹ء) کی مشہور و معروف کتاب المعارف کا پہلا مکمل اردو ترجمہ جو ۱۹۹۹ء میں ادارۂ قرطاس نے شائع کیا تھا، اُس کا دوسرا نظر ثانی شدہ ایڈیشن شائع ہو گیا ہے۔

ترجمہ:

پروفیسر علی محسن صدیقی (م ۲۰۱۲ء)

نظر ثانی و تہذیب:

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر

صفحات: ۵۰۰ قیمت: -/۷۰۰ روپے طبع ثانی ۲۰۱۲ء

ISBN: 978-969-8448-01-2